عصر غیبت میں خواتین کی ذمہ داریاں

رباب حسن[1] (پاکستان)

اشاریہ:

اللہ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات خلق کرنے کے بعد قوانین کو وضع کیا اور ہماری رہنمائی کے لئے انبیاء اور پھر آئمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ دور حاضر میں بھی خدا کا نمائندہ ہمارے درمیان موجود ہے مگر لوگوں کی نظریں انھیں دیکھنے سے قاصر ہے۔ ہر دور میں بہت سارے انبیاء اور اولیاء تشریف لائے لیکن دنیا کو مکمل طرح برائیوں سے پاک نہ کر سکے۔ اس کی بنیادی وجہ خود انسان ہے جو ایک منجی کا انتظار تو کرتا ہے مگر اس منجی کے آنے سے پہلے اور آنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں کو انجام نہیں دیتا۔ مرد اور خاتون دونوں کی اپنی اپنی الگ ذمہ داریاں ہیں جس کو نبھا کر ہی وہ دور حاضر کے منجی کے آنے سے پہلے کی تیاری میں اپنا حصہ ڈال سکیں گے۔ اس تحریر میں جس چیز کو زیرِ بحث لایا گیا ہے وہ ظہور امام علیہ السلام کے لئے ماحول کو سازگار بنانے میں خواتین کیسے اپنا کردار ادا کر سکتیں ہیں اور عصر معصومین علیہم السلام میں خواتین کا کیا کردار رہا ہے، ہے۔

بنیادی الفاظ: عصر، غیبت، ذمہ داری، قرآن، منجی.

---

1. (ایم اے فقہ و معارف وایم فل علوم وقرآن و تفسیر)

مقدمہ:

اس اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے، جس کے دستِ قدرت میں کائنات کا نظام ہے۔ تمام مخلوقات میں اپنا دامنِ فضل پھیلائے اور اپنا دستِ کرم بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم تمام کاموں میں اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا، اور اس کے سر چشمہ پر اترنے والوں کے لئے قوانین کو آسان کیا۔ خداوند متعال کا لاکھ لاکھ احسان ہے اس نے انسانوں کو اشرف المخلوقات خلق کرنے کے بعد قوانین کو وضع کیا اور ہماری رہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے۔

اب آج آپ کا فریضہ کیا ہے؟ آج آپ کو کیا کام کرنا چاہیئے؟

آپ لوگوں کو امام علیہ السلام کے ظہور کے لئے زمینہ فراہم کرنا چاہیئے تاکہ حضرت ولی عصر جلدی تشریف لائیں۔ کیوں کہ نقطہ صفر (۰) سے کوئی کام شروع نہیں کیا جاتا ہے۔ وہی معاشرہ حضرت مھدی علیہ السلام کا استقبال کر سکتا ہے، جو ان کے لئے آمادہ ہو، ورنہ آپ علیہ السلام کا تشریف لانا ماضی کے انبیاء اور اولیاء کی طرح ہو کر رہ جائے گا۔ کیا وجہ تھی کہ بہت سارے انبیاء اور اولیاء تشریف لائے لیکن دنیا کو برائیوں سے پاک نہ کر سکے؟ کیوں؟ اس لئے کہ ماحول سازگار نہیں تھا، زمینہ فراہم نہیں تھا، آج اگر ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھیں تو امام علیہ السلام کا ظھور کیسے ہو گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ مرد ہو یا عورت، سنجیدگی سے احساس کرے اور ماحول کو سازگار بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑے! امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: " لیعدن احدکم اخروج القائم و لو سھما" (محمد ابن ابراہیم، ابن جعفر؛ غیبت نعمانی از حدیث نعمانی؛ ص ۱۷۲)

"تم میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ قائم کے قیام کے لئے تیاریاں کرے (چاھے ایک تیر ہی کیوں نہ ہو) "

اس روایت میں کوئی مرد وزن کی قید نہیں ہے، ہر ایک کو اپنی صلاحیت کے مطابق کوشش کرنا چاہیئے۔ آج صرف آپ علیہ السلام کی دیدار کی آرزو کرنا کافی نہیں ہے، زبان سے یاد کرنا، جشن منانا، اشک بہانا کافی نہیں ہے۔ مھدوی معاشرہ کو سازگار بنانا ہم سب کا فریضہ ہے، جیسے حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے ہر کوئی استعداد کے مطابق آیا تھا، تو ان میں خواتین بھی قطار میں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک خاتون کہ جسکے پاس فقط کچھ انڈے تھے، وہ وہی انڈے لیکر آئی تھی۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ یوسفِ زہرا علیہ السلام کے لئے بھی ہر کوئی اپنی استعداد کے مطابق ماحول کو سازگار بنائیں! ماحول سازگار کب ہو گا؟ جب ہم خود کو علم

وآگاہی اور روشن خیالی سے آراستہ کریں اور عمل کے میدان میں شعور کے ساتھ آگے بڑھیں۔

اس تحقیق میں جس چیز کو زیرِ بحث لایا جائے گا وہ ہے ظھور امام علیہ السلام کے لئے ماحول کو سازگار بنانے میں خواتین کیسے اپنا کردار ادا کر سکتیں ہیں اور عصر معصومین علیہم السلام میں خواتین کا کیا کردار رہا ہے، اس سے آشنائی حاصل کی جائے گی.

حجت خدا امام مھدی علیہ السلام کی معرفت

ہر شیعہ پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے وقت کے امام کی معرفت حاصل کرے تاکہ دشمنانِ اسلام و تشیع مختلف سوالوں کے ذریعے شبھہ ایجاد نہ کر پائیں۔

اگر ہماری معرفت مکمل اور مستحکم ہو جائے تو تب ہم مومن حقیقی ثابت ہوں گے دشمن کی کوئی طاقت ہمیں کمزور نہیں کر پائے گی۔ اور اگر ہماری معرفت مستحکم نہ ہو تو ہم دنیا کی باطل قوتوں کے پروپگنڈوں اور مختلف سوالوں کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔ اس صورت میں دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو جائے گی یعنی نہ ہم دنیا کے رہیں گے، نہ آخرت کے۔ روایات میں آئمہ علیہم السلام کے معرفت کے حوالے سے اتنا زور دیا گیا ہے کہ ملحدوں اور منافقوں کے جھوٹے دعووں سے پریشان نہ ہو جائیں اور روایات میں ولایتِ امام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

اس حوالے سے امام علیہ السلام کی معرفت کے لئے سب سے پہلے نام و نسب و صفات اور خصوصیات کی شناخت و معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔ خاص طور پر دور جدید میں کہ جس میں جھوٹے دعوے کرنے والے بہت نکلیں گے اور مختلف بہانوں اور حیلوں سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جائے گی لہٰذا امام علیہ السلام کے نسب و خصوصیت سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے اور ساتھ ساتھ امام علیہ السلام کی معرفت کی دعا بھی ضروری ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جس شخص کو پروردگار نے میرے اہلبیت علیہم السلام کی معرفت اور محبت کی توفیق دی گویا اس کے لئے تمام خیر جمع کر دیا"۔ (امالی صدوق؛ ۸۳ ۹۱۳ شارۃ المصطفیٰ؛ ص۱۸۶) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہم وہ ہیں جن کی اطاعت پروردگار نے واجب قرار دی ہے اور کسی شخص کو ہماری معرفت سے آزاد نہیں رکھا گیا ہے، اور نہ اسے جہالت میں معذور قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص ہماری معرفت حاصل نہ کر سکے اور ہمارا انکار بھی نہ کرے تو بھی گمراہ رہے گا، جب تک راہِ راست پر نہ آجائے اور ہماری اطاعت میں داخل نہ ہو جائے ورنہ اسی ضلالت پر مر گیا تو پروردگار جو چاہے گا برتاؤ کرے گا"۔

(علامہ مجلسی الکافی، ص:۱، ۱/۱۸۷)

معرفتِ امام زمانہ علیہ السلام کے بغیر انسان ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ معرفت میں بھی فقط اسم و نسب کا جاننا کافی نہیں ہے کیوں کہ یہ معرفت کا کمترین درجہ ہے، بلکہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ معرفتِ امام کے لازمی ہونے پر قرآن کریم کی یہ آیت دلالت کرتی ہے: "یوم ندعو کل اناس بأمامھم" (سورہ اسراء:۷۱)

" (اس دن کو یاد کرو) جب ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔"

امامت و رہبریت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ ان کو مقتدیٰ قرار دیں، اپنے تمام کاموں میں ان کی پیروی کریں اور ان کی مامت و پیشوائی کا اعتقاد رکھیں۔ امامت کا عقیدہ ان کی اطاعت کے لئے زمینہ سازی ہے۔ تاریخ سے ہمیں ملتا ہے کہ جب ولی حق، زمانہ کے امام علیہ السلام کے حق کو چھینا جارہا تھا تو جناب زہرہ علیہا السلام نے بعنوانِ بیوی امامت کا دفاع نہیں کیا بلکہ حضرت زہرہ علیہا السلام اپنے زمانے کے امام علیہ السلام کی معرفت رکھتیں تھیں اس وجہ سے امامت و ولایت کی مدافع بن کر آئیں کہ میں ولایت کا دفاع کروں گی اور انہوں نے اس کے لئے جسمانی اور روحانی تکالیف بھی برداشت کیں اور لوگوں کو ضلالت اور گمراہی سے بچانے کی کوشش کی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ" (شیخ صدوق؛ کمال الدین و تمام النعمہ؛ ج۲؛ ص۴۰۹)

"وہ شخص جو مر جائے اس حال میں کہ وہ اپنے زمانے کے امام علیہ السلام کی معرفت نہ رکھتا ہو، وہ جاھلیت کی موت مرتا ہے۔"

پس خدا کی رضایت امام علیہ السلام کی اطاعت و معرفت میں ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو نگران اور پاسبان بنا کر بھیجا ہے۔" (آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفحانی؛مکیال المکارم؛ ج۱؛ ص۳۱؛)

اگر کوئی شخص رات کو عبادت کرتا ہو، دن کو روزہ رکھتا ہو، تمام مال صدقہ دیتا ہو، ہر سال حج جاتا ہو، جب تک وہ ولیِ خدا کی معرفت حاصل نہ کرے، اس کو کچھ ثواب نہیں ملتا اور وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔ پس روایات میں بہت زور دیا گیا ہے کہ معرفتِ پروردگار کا حصول، اولیاءِ خدا اور آئمہ علیہم السلام کی معرفت کے ذریعے ممکن ہے، کیونکہ یہ ہستیاں اسماء و صفاتِ الٰہی اور پروردگار کے جمال و جلال کی مظہر ہیں، معصومین

انسانِ کامل ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ اور نمائندہ قرار دیا ہے، اس کا ارادہ ہے کہ وہ ان ہستیوں کے ذریعے سے پہچانا جائے اور ان کے ذریعے ان کی اطاعت ہو، ثواب و عذاب کا معیار بھی ان پر ایمان اور ان کی اطاعت کے مطابق ہو۔ امام حسین علیہ السلام سے معرفتِ خدا کے طریقۂ حصول کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت علیہ السلام نے جواب دیا: "معرفتِ خدا سے مراد ہر زمانے کے لوگوں کا اپنے امام کی معرفت کو حاصل کرنا ہے اور وہ امام جس کی معرفت واجب ہے۔ شیخ صدوق؛ علل الشرائع؛ ج۱؛ ص۹؛ ح ۱)

جب ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے اپنے زمانے کے اماموں کی معرفت کو شعور سے حاصل نہیں کیا تھا صرف شعار پر اکتفا کیا تھا۔ اس وجہ سے سوائے پشیمانی اور ملامت کے ان کے پاس کچھ نہ بچا۔ کوفہ والے چراغِ ہدایت کو بجھانے کے بعد ملامت سے گریہ و زاری کرنے لگے۔ جناب زینب علیہا السلام نے کوفہ والوں کو مخاطب کیا: "تمہارے نفسوں نے تمہیں کتنے بڑے جرم کیلئے قدم اٹھانے پر آمادہ کر دیا، تم نے خدا کی ناراضگی مول لی، تم جھنم میں ہمیشہ رہنا ہی ہے، اے ظالموں! اب روتے ہو، ان دھاڑیں مار کر گریہ کرتے ہو، ہاں، خدا کی قسم! زیادہ روؤ اور کم ہنسو!۔

امام علیہ السلام سے قلبی محبت رکھنا

حضرت ولی عصر علیہ السلام سے قلبی لگاؤ اور محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ امام علیہ السلام سے کیئے گئے عھد و پیمان کی پابندی کریں اور یہ احساس نہ کریں کہ امام علیہ السلام غائب ہیں لھذا ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ معاشرے میں کسی ذمہ داری اور مسئولیت کے بغیر زندگی کریں بلکہ امام علیہ السلام کے ماننے والوں پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اسے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ذمہ دار ہونا چاہیئے تا کہ ہمارے اعمال اور کردار کی وجہ سے امام خوش ہو جائیں اور ہمیں وہ کام کرنے چاہیئے جس سے امام خوش ہو جاتے ہیں۔ انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لئے سب کچھ کرتا ہے۔ اگر ہم امام سے قلبی محبت رکھیں گے تو ہم وہ کام کریں گے جس سے امام علیہ السلام خوش ہوتا ہے۔ اس طرح معاشرہ بھی فلاح و بہبود سے آراستہ ہوگا اور امام علیہ السلام کے مددگاروں میں اضافہ ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کا ایمان دوسروں سے زیادہ محکم و مضبوط ہو۔

معرفت، محبت کا مقدمہ

خدا نے آپ سے محبت اور آپ کی پیروی کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ محبت کو حاصل کرنے کا طریقہ معرفت اور

پہچان سے متصل ہے۔ جب انسان معرفت اور پہچان کی وادی میں داخل ہوتا ہے تو معرفت کی آنکھ سے ان حضرات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس سے معنوی عملی اور اخلاقی نیکیاں اور روحانی اور قلبی حسن و جمال کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ یہی روحانی حسن و جمال، عشق و محبت کا سبب بن جاتا ہے، اسی طرح ان کے رنگ کو اپناتے ہوئے خدائی رنگ میں رنگے جاسکتے ہیں۔

ثمرۃ: اس بے نظیر جال کے ذریعے جو محبت و عمل و عشق و اطاعت سے بنا ہوا ہے۔ اس سے عنایت و مغفرت اور بھشت کو شکار کر سکتے ہیں۔ اور دشمنِ اسلام کے ناسور ارادوں کو بھی ناکام کر سکتے ہیں۔

روایت میں ہے کہ سید العابدین امام سجّاد علیہ السلام فرماتے ہیں: "جو شخص ہماری قائم کی غیبت میں ہماری محبت پر باقی و ثابت رہے خدا اس کو بدر و احد کے ہزار شہیدوں کے برابر اجر عطا کرے گا"

امام محمد باقر علیہ السلام نے جعفر جعفی سے فرمایا: "یا تنال ولا تنا الا بالعمل والودع "ہماری ولایت اور دوستی کسی کو بغیر عمل اور پرہیز گاری کے حاصل نہیں ہو سکتا"

امام کی محبت اس وقت تک حاصل نھیں ہو سکتی جب تک تقوی اختیار نہ کریں، اس کے علاوہ واجبات کو انجام نہ دیں، محرمات سے نہ بچے، پس نامحرم سے ایسے بھاگیں جیسے زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے تھے، دنیا کے ہوا و ہوس سے آنکھیں بند رکھیں، والدین کی نافرمانی سے بچیں کیونکہ خداوند عالم نے اپنے وحدانیت کا تذکرہ کرنے کے بعد والدین کا تذکرہ کیا ہے۔ آخری حد 'اُف' ہے، اس کے بعد بھی کچھ ہوتا تو وہ بھی تذکرہ کرتا۔ اس کے بعد حقوق ہمسر ہے، اس کا خیال رکھیں۔

پس امام سے محبت کے تقاضوں کو سمجھ کر محبت کی جاے تو وہ محبت کمال کی ہوتی ہے۔ پس ہمارے اندر معرفت کی کمی ہے، معرفت کی کمی کی وجہ سے محبت میں کمی ہے۔ محبت کے نہ ہونے سے امام سے دور ہیں، پس امام سے دوری خدا سے دوری ہے۔ جو خدا سے دور ہو وہ پریشان اور افسردہ زندگی بسر کرتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کتنی مومنہ عورتیں اور کتنے مرد ہیں جو زمانہ غیبت میں پریشان حال اور افسردہ رہتے ہیں کیونکہ وہ امام زمانہ علیہ السلام جو خالص پانی ہیں، اُسے کھو بیٹھے ہیں"۔ (شیخ حسین گنجی مترجم: علامہ نصیر رضا صفدر)؛ اٹھو اے انصار امام زمانہ علیہ السلام؛ ص؛ ۱۷۸) "مومن لوگوں کو امام کی محبت کی دعوت دیتا ہے اسطرح سے کہ لوگوں کے اوپر جو آپ علیہ السلام کا فضل و کرم ہوتا رہتا ہے، اس کو بیان کرے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں, خدا اس بندے

پر رحمت کرے جو لوگوں کو ھماری مودت کی طرف دعوت دیتا ھے ۔ جو جانتا ھے ۔اس بیان کرتا ھے ۔جس کے وہ منکر ھیں ۔اسے چھوڑ دیتا ھے ۔ا (آیت اللہ حاج سید تقی موسوی؛ مکیال المکارم [ارتباط منتظر]؛ ج؛ ۲؛ ص ۲۱۴؛ ۲۱۵) مودت اور محبت میں فرق کیا ھیں؟ محبت اگر کسی کھلاڑی یا لیڈر سے ہو اور اگر امام سے ہو تو کیا فرق ہوگا؟

"محبت "اور "مودت "میں تھوڑا فرق ہے؛ ایک شخص سے محبت ہوتی ہے لیکن جب یہی محبت ایسی ہوجاے کہ آدمی اس کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہوجاے تو یہ مودت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ مودت جب دل میں آجاے تو آدمی قربانی دینا سیکھتا ہے۔ ہمیں آل محمد علیہ السلام سے محبت نہیں مودت ہے۔ ہم امام عصر علیہ السلام سے ایسی عام محبت نہ کرے جیسے کسی کھلاڑی سے کی جاتی ہے۔

۳۔اطاعت امام زمانہ علیہ السلام :

امام زمانہ کی مدد و نصرت کے لیے عصر غیبت سے ہی آمادگی کی ضرورت ہے۔اس آمادگی کے لیے اطاعت اور فرمانبرداری کی وادی میں قدم رکھنا ہے، غیبت کے دور میں ان کے فرامین کی اطاعت کرنی ہے۔اس کے لیے سب سے پہلے اپنے آپ سے نکلنا ہوگا، پہلے خود کو بندہ بنائیں۔ اپنے پورے وجود کو اپنے آقا کے لیے وقف کردیں، ہر کام میں چون وچرا کو خیر آباد کہیے۔

سر تسلیم خم ہوجانا اطاعتِ امام کا درجہ ایسا ہو کہ ایک پلیٹ میں ایک سیب کے دو حصے ہوں اور امام کہے کہ ان دو حصوں میں سے ایک حلال اور ایک حرام ہے تو ہمیں چاہیے کہ یہاں سوال تک نہ کریں کہ پس امام کا حکم ہے ۔حرام ہے تو حرام، ہے، ایک انسان کے لیے بنیادی اساس ایمان ہے اور ایسا ممکن ہی نہیں کہ کسی شخص پر ایمان کا دعویٰ تو کریں لیکن اس کی اطاعت نہ کی جاے اور اطاعت کے بغیر محبت و ایمان کا دعویٰ معنی و مفہوم نہیں رکھتا ہے۔جو شخص ولی خدا پر ایمان رکھتا ہے، اس کی دستورات کی پیروی کرتا ہے، اس کی مخالفت نہیں کرتا ہے۔جو شخص بھی الٰہی تقویٰ کی منزل پر فائز ہو، وہ ولی خدا کی ولایت قبول کرے اور اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ لشکرِ امام میں شامل ہونے کا بہترین راستہ آنحضرت علیہ السلام کی اطاعت مطلقہ اور انکی ولایت کے سامنے ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کی صفات بیان کرتے ہوتے فرماتے ہیں: کہ "وہ اپنے امام کی اطاعت میں کوشش کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت کی اطاعت کے بغیر عشق کا دعویٰ بیہودہ ہے (علامہ مجلسی؛ بحار الانوار؛ ج ۵۲؛ ص ۳۰۹؛ ح ۴) اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے :

" کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ اللہ تم سے محبت کرے"۔ (آیت ۳۲ آل سورہ عمران)

مومنین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ عصر غیبت میں امام کے نائب کی اطاعت اور پیروی کریں۔ غیبت کے زمانہ میں یہ عہدہ ایسے مجتہدین کے پاس ہوتا ہے جو نفسانی خواہشات کے آگے ڈٹ جانے والا ہو، اخلاق و عمل میں نمونہ ہو۔ ان کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کان کے بارے میں امام زمانہ نے فرمایا:

" پیش آنے والے جدید حوادث میں ہماری احادیث کے راویوں (مجتہدین) کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں ان پر اللہ کی طرف سے حجت ہوں"۔ (شیخ محمد حسن الحر عاملی؛ وسائل شیعہ؛ ج ۲۷)

لہٰذا اگر ہم غیبت کے زمانے میں نائب امام کی صحیح طور سے اطاعت کریں تو ظہور کے بعد صحیح معنیٰ میں امام وقت کی اطاعت بھی کر سکیں گے۔

۴۔ لشکرِ امام کے لیے اولاد کی تربیت:

اسلام کی ایک بنیادی ضرورت بچوں کی تربیت ہے۔ بچوں کی خوشبختی اور بدبختی میں والدین کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے جیسے خشک جڑ کی صحیح دیکھ بال اُسے پھل دار درخت میں بدل دیتی ہے

بچوں کی تربیت دنیاوآخرت کی سعادت مندی کی ضامن ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا میں اچھی زندگی گزارے اورآخرت میں سرخرو ہو اسے چاہیے کہ اولاد کی اچھی تربیت میں اپنا موثر کردار ادا کرے، امام خمینی فرماتے ہیں۔

"آپ اور ہم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔ آپ تربیت اولاد کی ذمہ دار ہیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی آغوش میں اولاد کو با تقوی بنائیں، ان کی صحیح تربیت کریں لیکن بچے آپ خواتین کی گود میں بہترین تربیت پاتے ہیں اور ایک ماں کی آغوش اُس کی اولاد کے لیے بہترین تربیتی مکتب ہے۔ لہٰذا اپنے بچوں کی تربیت اور اپنے بچوں کی تربیت اور اپنے ملک کے روشن مستقبل کے سلسلے میں سنگین ذمہ داریوں کی حامل ہیں۔ آپ ایسے بچے کی تربیت کر سکتی ہیں جو ایک ملک کو آباد اور انبیاء کی تحریک اور ان کی تعلیمات کی حفاظت کریں۔ آپ کو اپنی اولاد کی دیکھ بال کرنی چاہیے تا کہ آپ کا گھر تربیت اولاد کا بہترین مرکز، علما کی پرورش گاہ اور بچوں کی علمی، دینی اور اخلاقی تربیت گاہ بن جائے۔ بچوں کی ذمہ داری ماں اور باپ دونوں پر عائد ہوتی ہے لیکن مائیں زیادہ ذمہ دار ہیں،

کیونکہ ماوں کا رتبہ زیادہ باشرف ہے۔ماوں کی شرافت، باپ کی شرافت سے زیادہ اور بچوں کی نفسیات اور روح پر ان کی تربیت کا اثر باپ سے زیادہ ہوتا ہے"۔ (امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ؛ تعلیم و تربیت؛ ص ۲۸۱)

اولا: اسلام کی ایک بنیاد بچوں کی تربیت جیسا کہ خشک جڑ کی دیکھ بھال اسے پھل دار درخت میں بدل دیتی ہے یہ ہر انسان میں ہزار درجہ زیادہ موثر ہے اس کے علاوہ بچوں کی اچھی تربیت دنیا اور آخرت کی سعادت مندی کی ضامن ہے اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا میں اچھی زندگی گزاریں اور آخرت میں جاویدا زندگی ھو۔ اسے چاہئے کہ اولاد کی اچھی تربیت کرے۔

تربیت اولاد کے لئے سب پہلے خود کو تعلیم کے زیور سے مزین کریں اپنی اصلاح کریں اچھی اولاد کو معاشرے کے حوالے کرنے سے پہلے خود سازی کریں۔قرآن پاک میں ارشاد ہے "علیکم انفسکم" اتنی اہمیت ہے اسکے بعد فرد سازی کریں ایک آئڈیل معاشرہ بنانے کے لئے فرد کا نیک اور صالح ہونا ضروری ہوتا ہے۔ فرد سازی سے معاشرہ سازی ہوتی ہے اور فرد سازی کا بہترین محل گھر بہترین زمان بچپنہ ہے اور بہترین عامل والدین ہوتے ہیں اور اس کے لئے بہترین نمونہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں۔ "جناب زہرا علیہا السلام اپنے بیٹے حسن کو جب پیار کرتی ہیں اور انہیں پیار سے اوپر اچھالتی ہیں۔

حسن اپنے والد کی طرح بنو اور حق کی گردن سے رسی اتار پھینکو اور نعمت عطا کرنے والے خدا کی عبادت کرو اور کینہ پرستوں کو دوست نہ رکھو"۔ (حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد تقی مقدم (مترجم: سید اظفر کاظمی)؛ فضائل زہرا علیہا السلام؛ ص ۱۷۷)

اولا آپ فرماتی ہیں اپنے والد کی شبیہ بنو البتہ وجہ شباہت علم، انصاف، شجاعت اور تقویٰ وغیرہ ہے کہ جنہیں علی علیہ السلام اسلام کی ترویج میں بہت دوست رکھتے ہیں یعنی اپنے والد کے نقش قدم پر چلو اور یہ اپنے بیٹے سے حضرت زہرا علیہا السلام کی پہلی خواہش ہے۔

دوم فرماتی ہیں حق سے رسی اتار پھینکنا یہ ہے کہ انسان حق کو پاک اور خالص کرے اس سے دو معنی سمجھتے ہیں۔

۱. ۔توحید حقیقی میں سب سے پہلے موحد عقائد و افعال سے کفر و شرک اور معصیت اور ریا کی جڑوں کو کاٹ دالیں۔

۲. ۔ان کی جڑوں کو دلیل و برھان کے ذریعے لوگوں کے عقائد و افعال سے کاٹ ڈالیں۔

سوم) صاحب نعمت اور نعمت بخشنے والے معبود کی عبادت کرو تمام آشکار اور پنہان نعمت اسکی طرف سے ہیں۔

چہارم) جو چیز بھی باطل ہے اسے اپنے دل سے نکال دو اور اس سے دل نہ لگاؤ اپنے دل میں صرف خدا اور اولیاء خدا کی محبت اور ولایت رکھو باقی سب کچھ نکال دو۔

جناب زہرا علیہا السلام نے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم و تربیت کی بچپن میں ہی بچوں کو دشمن شناس اور زمان شناس بنا دیا یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ابو بکر رحلت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بر سر ممبر ہوئے تو جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بچگانہ لہجے میں لیکن دقیق انداز میں ولایت کا دفاع کیا فرمایا: "انزل عن ممبر ابی واذھب الیٰ ممبر ابیک" یعنی میرے والد کے ممبر سے اتر جاؤ اور اپنے باپ کے ممبر پر جاؤ"۔ (دانشمند محترم آقا حاج سید ھاشم رسولی محلاتی؛ زندگانیٔ امام حسن علیہ السلام؛ ج۱؛ ص۱۱۵)

زندگی کے تمام شعبوں میں اس عظیم خاتون کی تربیت بے مثال ہے۔

بھترین معمار

ایک مسلمان عورت کو اثر غیبت میں ہمیشہ علم و فراست کی جستجو میں رہنا چاہئے۔ اپنے اخلاق کے حوالے سے خود سازی میں کوشاں رہنا چاہئے اسے ہر قسم کے میدان میں آگے آگے ہونا چاہئے۔ اسلامی شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے آگے بڑھیں۔

دنیا کی پر کشش اور بے قیمت پر تکلیف چیزوں سے لاپرواہی برتنی چاہیے۔ عصمت اور طہارت کے درجہ پر فائز ہونا چاہئے تاکہ کوئی شخص اسے بری نظروں سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ گھر کی چار دیواری میں اپنے شوہر اور بچوں کے لئے اطمعنان قلب کا باعث بنے اپنے گھر اور گھر والوں کے لئے باعث سکون ہو اور اپنے پیار و محبت بھرے دامن اور اپنی باتوں کے ذریعے ایسے بچوں کی تربیت کریں جو جسمانی، نفسیاتی، روحانی و معنوی لحاظ سے صحیح و سالم ہو۔

اور وہ معاشرے کے لئے فائدہ مند خواتین اور مردوں کو مہیا کریں تاکہ مھدیٔ موعود علیہ السلام کے لئے ناصرین اور ناصرات بنیں۔

علی خامنہ ای رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سارے معماروں میں سب سے اعلیٰ اور بہترین معمار ماں ہے ممکن ہے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے سائنسدان مل کر کوئی ایسا پیچیدہ قسم کا الیٹرونک آلہ ایجاد کریں۔ براعظموں کو نشانہ

بنانے والے میزائل بنائیں یا فضاؤں کو تسخیر کرنے والے آلات ایجاد کریں لیکن ان میں سے کسی کو بھی وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو ایک اعلیٰ صفات کے حامل انسان بنانے والے کی ہے۔اور یہ کام صرف و صرف ایک ماں ہی انجام دے سکتی ہے اس لئے عصر غیبت میں ہر مسلمان عورت کا فریضہ ہے کہ منجیٔ عالم کے ظہور کے لئے ایسی اعلیٰ صفات انسان پیدا کرے تا کہ زمینہ فراہم ہو سکے"۔ (ڈھائی سو سالہ انسان؛ص ۱۳۲ آیت اللہ علی خامنہ ای)

فردی وظائف

اس عظیم انقلاب کی آمد پر علمی آمادگی موجود ہونی چاہیے' صحیح عقائد اور فکر سلیم کی ضرورت ہے اس لئے کچھ فردی وظائف ہونے چاہیے۔

پہلی ذمہ داری: اخلاق و کردار کی اصلاح

پہلی خصوصیت اخلاق و کردار کی اصلاح جس کے ذریعے یہ نظام ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے انسان کو پاک و صاف کرتا ہے۔اسے تمام آلودگیوں سے نجات دیتا ہے اور اسے با اخلاق اور پاک و صاف انسان بناتا ہے " یزکیھم و یعلمہ " یہاں تزکیہ نفس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ بہترین طریقہ تربیت کے ذریعے آدمی کو انسان بنانا ہے اس عظیم انقلاب کے لئے ضربتی قوت کی تربیت چاہئے۔ اس سنگین ذمہ داری کا احساس کرے۔ایسے گروہ کی تربیت کی جائے جو اس عظیم معلم کی انقلابی فوج کے اصلی حصے کو تشکیل دے سکے چاہے وہ اقلیت ہی کیوں نہ ہو اس دہکتے ہوئے جہنم کے درمیان کچھ پھول بھی کھلنا چاہئیں اسی لئے خواتین زمین کو زرخیز بنائیں تا کہ گلستان پیش خیمہ بن سکیں اس شور زار زمین میں کچھ پودے بھی لگنے چاہئیں تا کہ وہ دوسروں کو بہار کی آمد کا نوید دے سکیں اس مہم کے لئے بہت ہی زیادہ شجاع، بے باک، فداکار دل سوز اور جان باز افراد کی قوت کی ضرورت ہے اس عظیم انقلاب کے لئے ایک فاطمہ بنت اسد جیسی مائیں ہوں اور ہر ماں کی گود حیدر سے خالی نہ ہو چاہے اس کے لئے کئی نسلیں گزر جائیں تا کہ خزانے آشکار ہو جائیں سورہ آل عمران کی آیت ۱۶۴ کے لئے اصلی عنصر فراہم ہو جائے۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

دوسری ذمہ داری: افراد کو انسان بنانا

امام خمینی رحمت اللہ نے فرمایا: "انبیاء انسان کی تعمیر کے لئے آئے۔انبیاء کا کام یہ ہے کہ وہ افراد کو انسان بنائیں ان کا تزکیہ کریں ماؤں کا فریضہ بھی یہی ہے کہ وہ افراد کو انسان بنائیں اور ان کا تزکیہ کریں ماؤں کا کام

اپنے بچوں کو مرد میدان بنانا ھے۔مائیں گود میں حیدری بنائیں فراری نہ بنائیں۔بچے استادوں سے زیادہ بہتر ماؤں کی گود میں تربیت پاتے ہیں۔بچے کو ماں سے جو لگاؤ ہوتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا' جو کچھ بچپنے میں ماں سے سنتا ہے 'اس کے دل پر وہ نقش ہو جاتا ہے (امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ؛ عورت کا مقام؛ص ۱۵۵)، قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے:

" یا ایھاالذین آمنوا قوی انفسکم واھلیکم ناراً" اے صاحبان ایمان تم خود کو اور اھل و عیال کو جھنم سے بچاؤ۔
(آیت اللہ محمدی ری شہری (مترجم: مولانا محمد علی فاضل)؛ میزان الحکمۃ؛ص ۱۵۵)

یہ نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا: ہم خود کو اور گھر والوں کو کیسے بچائیں؟ فرمایا: خود نیک عمل کرو، اپنے اہل و عیال کو اس کی ہدایت کرو اور انہیں اطاعت خداوندی پر مبنی ادب کی تعلیم دیتے رہو۔اس آیت کی تفسیر میں ہے تم اپنے آپ کو اور اپنے اھل و عیال کو اچھائی کی تعلیم دو۔انھیں اچھے آداب سکھاؤ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں! ماں کی گود ایک علمی اور ایمانی گود ہونی چاہیۓ 'امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت وہ منفرد ھستی ہے جو اپنے دامن سے ایسے لوگ معاشرے کے سپرد کر سکتی ہے کہ جن کی برکتوں سے ایک معاشرہ نہیں بلکہ کئی معاشرے استقامت اور عظیم انسانی اقدار کی راہ پر چل سکتے ہیں۔پس معلوم ہوا کہ خواتین کی ذمہ داری بہت زیادہ بھاری ہے۔خواتین کو چاہیۓ کہ تحریک امام زمانہ کے لئے ایسے تربیت یافتہ بچوں کو تیار کریں جن کی صلاحیتیں فولاد سے زیادہ مضبوط ہوں تاکہ دشمن کے لیے سیسہ پلائی ھوئی دیوار بن جائے۔

تیسری ذمہ داری: تقویٰ اور تزکیہ نفس

مھم ترین نکتہ ان کے لئے خاص ہے جو لوگ امام زمانہ علیہ السلام کی مدد کرنا چاہتے ہیں انکی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ پہلے اپنی روح کو صفات رذیلہ سے پاک کرے اخ رحمۃ اللہ علیہ لاق حسنہ سے مزین کرے۔اخلاق رذیلہ شیطان اور نفس کے لئے بہترین مددگار ھے۔امام خمینی فرماتے ہیں؛ سب سے بڑا شیطان نفس کا شیطان ہے۔انسان ایک ایسا موجود ہے اگر اسے لگام نہ دی

جائے تو وہ اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق پروان چڑے اور ایک جنگلی گھاس کی مانند گلستان حیات میں قدم رکھے یا پھر اسکی تربیت نہ ہو تو وہ ماہ و سال کی جتنی بھی سیڑیاں چڑھے گا مقام و منصب کے جتنے بھی درجات طے کرے گا روحانی طور پر تنزل ھی کرتا رہے گا اور اسکی معنویت اور باطنی دنیا شیطان اکبر جو نفس کا شیطان ہے، کے تصرف اور اختیار میں چلا جائے گا کل اگر ایسے انسان کے نفس کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو وہی فرد اپنے

زمانے کے امام کے خلاف کھڑا ہو سکتا ہے پس ضروری ہے کہ عظیم انقلاب کے لئے پہلے اپنے اندر سے انقلاب لائے تزکیہ سے مراد بھی یہی ہے کہ روح کو سنوارنا اور پاکیزہ بنانا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے: "قد افلاح من تزکیٰ" (اعلیٰ آیت سورہ ۱۴) یعنی جو خود کو پاکیزہ بنائے، اپنے دامن، روح اور دل کو برائیوں سے پاک کرے وہ فلاح پا گیا۔

تقویٰ سے مراد یعنی ہر وہ کام جس سے خدا ناراض ہوتا ہے ان کاموں سے پرہیز کرنا، واجبات کو انجام دینا ضروری ہے محرمات سے دوری ضروری ہے۔ امام صادق علیہ السلام امام مھدی علیہ السلام کے اصحاب کی توصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وہ لوگ شب زندہ دار انسان ہیں۔جو راتوں کو قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہیں۔اور عبادت کے وقت شہد کی مکھی کی طرح بھنبناتے ہیں اور صبح کے وقت گھوڑں پر سوار اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینے جاتے ہیں اور وہ لوگ رات کے عبادت گزار پاکیزہ نفس اور دن کے دلاور اور شیر ہیں اور خوف الہٰی سے ایک خاص کیفیت پیدا کر چکے ہیں۔خداوند عالم ن لوگوں کی مدد سے امام برحق کی مدد فرمائے گا۔" (انجینئر جواہر جعفری؛ آثار قیامت؛ ص ۱۴۷) عالم تشیع کے عظیم مرجع مفسر قرآن جواد عاملی نے اپنی کتاب مھدویت میں عصر غیبت میں معاشرے کے مختلف طبقوں کی ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہوئے امام زمانہ علیہ السلام کی دعا "الھم الرقنا توفیق الطاعۃ و بعد المعصیہ" کے پیش نظر لکھا ہے خواتین اسلامی معاشرے کا اہم حصہ ہیں اور یہ معاشرہ آرام و سکون اور اس کی روحانی سلامتی میں بے مثال کردار ادا کرتی ھیں اور نیز موجودہ نسل کی اصلاح اور آئندہ نسل کی مضبوطی ان کی اصلاح اور مضبوطی کے مرہون منت ہے۔ایک ایسی آفت کہ جو معاشرے کے اس اہم حصے کی مفید اور بنیادی کارکردگی میں رکاوٹ بن سکتی ہے اور اس کی پستی اس کے انحطاط

کا ذریعہ بن سکتی ہے وہ ان صفات کا فقدان ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام نے جنھیں مھدوی معاشرے کی خواتین کی شایان شان قرار دیا ہے اور اللہ کے بارگاہ میں ان صفات سے آراستہ ہونے کی دعا کی ہے " وعلی النساء باالحیاءِ ولعفۃ"

چوتھی ذمہ داری: حیا

الف) حیا کا مطلب ہر قسم کی آلودگی اور برائی اور عیب کے مقابلے میں نفس کی حفاظت کرنا 'منتظر خواتین اللہ تعالیٰ کے اسماء جلل کی مظہریت کی امانت دار ھیں۔ انہیں اس الٰہی امانت کی حفاظت کرنی چاہئے۔انہیں ظاہری باطنی شیاطین کے وسوسوں سے اپنی حفاظت کرنی چاہئے جو شریعت عقل اور اخلاق کی حریم کو توڑ کر اس

عظیم الٰہی امانت کو ضائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ شیطان کے جال میں گرفتار نہ ہو کیونکہ قرآن کریم اور اھل بیت علیہم السلام کی خاص تعلیمات کے خلاف ہر بات اور ہر عمل انسان کی روح کے تاریک اور آلودہ ہونے کا باعث بنتا ہے اور یہ شیطان کا جال پھمار ہوتا ہے'' وعلیٰ النساء۔۔۔ "

ب) اللہ کی آخری حجت کی منتظر خواتین عفت اور پاک دامنی کی حریم کی محافظ ہیں منتظر خواتین کی ایک بالا ترین فضیلت خواہشات نفسانی سے اپنے نفس کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارے دور کی ماڈرن جاہلیت خواہشات نفسانی کی ترویج کرتی ہیں اور انسان کے لئے شہوت کو زینت بنا کر پیش کرتی ہیں لیکن منتظرین خواتین کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی پاک دامنی کی حفاظت کر کے اپنی روح کی بلندی کی راہ ہموار کریں اور نفسانی اور شیطانی وسوسوں کی پیروی سے اجتناب کریں اور اپنی روح اور جان سے زیادہ نہ کسی زینت اور اپنے وجود کے اپنے گوہر کی حفاظت سے زیادہ کسی اور عزت اور افتخار کو نہ پہچانیں"۔

پنچویں ذمہ داری: نامحرموں سے نگاہوں کو بچانا

عصر غیبت میں نامحرم مرد اور عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس پر آشوب دور میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے تاکہ امام عصر کی زیارت کے لائق بن سکیں۔ استعمار کی شروع سے ہی کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے دور کیا جائے اس لئے برائیوں کی تبلیغ اچھے الفاظ میں کرنے لگے۔ دین اسلام میں جبر نہیں ہے دل صاف ہونا چاہئے اس طرح سے مسلمانوں کی غیرت کو چھینا گیا ہے خواتین آدھی دین کی اور آدھی دنیا کی ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس زمانے میں اہل تقویٰ اور اہل دین کے لئے شیطان نے بد نگاہی کا جال پھیلا کر رکھا ہے ک۔ کبھی بھی انسان پھسل سکتا ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "نگاہ لذات شیطان کے زہر آلودہ تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ کتنی ہی ایسی نگاہیں ہیں جو اپنے ساتھ حسرت اور تعصب لاتی ہیں"۔ (سید عابد حسین زیدی؛ حرام نگاہ؛ ص۱۱) پس اپنی نگاہوں کو حتیٰ الامکان نامحرم کو غیر ضروری طور پر دیکھنے سے بچانا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں ایک دن میمونہ کے ساتھ پیامبر کی خدمت میں تھی اتنے میں ایک نابینا صحابی ابن مکتوم تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پردہ کر لو ہم نے کہا کیا وہ نابینا نہیں ہیں تو حضور نے فرمایا: "کیا تم دونوں نابینا ہو؟ کیا تم دونوں انہیں نہیں دیکھ سکتے ہو؟ "اس وقت سورہ نور کی آیت نازل ہوئی "اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایماندار عورتوں سے کہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں۔" (سورہ نور آیت ۳۰)

امام زمانہ علیہ السلام کی بھی یہی خواہش ہے کہ ہم شیطان کے زہریلے کرتوتوں سے خود کو محفوظ رکھیں۔امام ہم سے کوئی نئی چیز نہیں مانگتے ہیں جو شریعت اللہ کے نبی لے کر آئے ہیں انھی کی پاسداری چاہتے ہیں مرحوم آیت اللہ سے سید محمد باقر ستانی حضرت آیت اللہ ستانی کے والد بزرگوار نے چالیس شب جمعہ زیارت عاشورہ مشھد مقدس کی مسجد میں پڑنے کا عھد کیا تھا۔کہتے ہیں کہ آخری جمعہ کو گھر کے نزدیک والی مسجد سے ایک نور کا مشاہدہ کیا اور وہ نور گھر کی طرف جا رہا تھا حضرت ولی عصر اس گھر کے کمروں میں سے ایک کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔دیکھا کہ اس کمرہ میں ایک جنازہ تھا جب میں نے روتے ہوئے سلام کیا تو آنحضرت علیہ السلام نے اس جنازہ سے سفید کپڑے کو ہٹاتے ہوئے فرمایا: "کیوں اس طرح میرے پیچھے خود کو رنج میں ڈال رہے ہو بلکہ اس کی طرح ہو جاؤ (جنازہ کی طرف اشارہ کیا) تاکہ میں تمھارے پیچھے آجاؤں اس کے بعد فرمایا: یہ وہ خاتون ہے جب رضا شاہ کے زمانے میں پردے کو چھینا جا رہا تھا اس وقت سات سال تک گھر سے باہر نہیں نکلی تاکہ کسی نا محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ (سید محمد بنی ہاشم؛آفتاب در غربت؛ص۴۲۱)

چھٹی ذمہ داری: حجاب اور اسکی رعایت

عورت کا بہترین ہتھیار حجاب ہے۔جس سے دشمن کے منہ پر تماچہ مار سکتی ہے۔عورت وہ ہیرا ہے جس کی حفاظت کے لئے اللہ نے ہتھیار دیا ہے وہ حجاب ہے۔اسی حجاب سے اپنا دفاع کر سکتی ہے۔اگر عورت حجاب میں ہو تمام خیر اور بھلائی اس کے اندر جمع ہو سکتی ہے اور اگر حجاب سے لاپرواہی کی جائے تو فساد کا باعث بن سکتی ہے۔اس ماڈرن زمانے میں حجاب کی حفاظت کر بھت ضروری ہے کیونکہ دشمن خواتین سے حجاب کو مختلف طریقوں سے چھین جا رہا ہے۔حجاب اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت معاون اور مددگار ہے اس سے انسان کے ذہن میں ایک سوال بن سکتا ہے حجاب کیسے اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مددگار ہے۔اسکا جواب یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ افراد میدان عمل میں آگے بڑھیں وہ متقی اور پرہیزگا ہوں تب ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔آج دنیا میں دیکھ رہے ہیں جن ممالک میں بے پردگی عام ہے ان ممالک میں لوگوں کی زندگی کا ھدف صرف شہوت پرستی اور مادی لذات تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔انکی فکریں فقط مادی لذات ہیں جو قوم کا اساس ہوتی ہیں۔اس طرح گمراہی کی دلدل میں پھنستی چلی جا رہی ہیں۔جس معاشرے میں عورتیں با حجاب ہوا کرتی ہیں۔وہاں مرد با تقویٰ اور پاک دامن ہونگے اور تقویٰ انسان کو اپنے اھداف کو پورا کرنے کے لئے ابھارتا ہے۔اسی تقوی کے ذریعے ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ایک ایسا معاشرہ جو

امام عصر علیہ السلام کے لئے زمینہ فراہم کرنے والا ہو پس وہ حجاب تقوی کے لئے مددگار ہو سکتا ہے اور تقوی اسلامی نظام قائم کرنے میں مددگار ہے۔ تمام خیر و بھلائی اگر ایک خاتون میں جمع ہو جائیں تو ستر مفسد معاشروں کو فساد سے بچا سکتی ہیں۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "زیادہ خیر و بھلائی عورتوں میں ہے"۔ (حر عاملی؛ وسائل شیعہ؛ ج۱۴؛ ص۱۱) اگر اس کی جگہ پر بے حجاب خواتین ہوں تو وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی ناکامی یقینی ہے۔ جس گھر میں بے پردہ عورتیں ہوں تو رحمت کا نزول بند ہو جاتا ہے۔ تو قومیں کیسے ترقی کریں گیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "جس قوم میں بے پردہ عورتیں ہوتی ہیں تو اس قوم کی تباہی یقینی ہے کیونکہ خدا اس قوم سے اپنی رحمت کو اٹھا لیتا ہے۔ بے پردہ خواتین شیطان کی ایجنٹ ہیں روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ ظہور کے بعد پہلی مدد عورتیں بھی کریں گیں وھی خواتین مدد کریں گیں جو تقوی الٰہی سے خود کو مزین کریں دشمن کو بھی ایسی خواتین سے ڈر لگتا ہے امام خمینی فرماتے ہیں دشمن ہمارے شہیدوں کے خون سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا ہماری عورتوں کے پردے سے ڈرتا ہے پس انقلاب مھدی علیہ السلام برحق کے لئے پردہ داری اور تقوی کو عام کریں تا کہ بہترین زمینہ سازی ہو.

ساتویں ذمہ داری: زمان شناس ہونا

اسلامی معاشرے میں مرد و عورت دونوں کے لئے میدان کھلا ہوا ہے اس کا ثبوت اسلامی تعلیمات ہیں اس سلسلہ میں موجود اسلامی احکامات جو مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر سماجی ذمہ داریوں کو تعین کرتی ہیں پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "جو شخص شب و روز گزارے اور مسلمانوں کے امور کی فکر میں نہ رہے وہ مسلمان نہیں ہے۔" (سید علی خامنہ ای؛ عورت کا کردار و مقام؛ ص۱۸)

یہ صرف مردوں سے مخصوص نہیں ہے خواتین کی بھی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے امور کے بارے میں اور عصر حاضر کے دشمنوں کی سازشوں سے بھی باخبر ہونا چاہیے۔ اسلامی معاشرہ کے مسائل اور عالم اسلام کے معاملات بلکہ پوری دنیا میں پیش آنے والی مشکلات کے سلسلہ میں اپنے فریضہ کا احساس کریں اور اس کے لئے اقدام بھی کریں کیونکہ اسلامی فریضہ ہے۔ حضرت زہرا علیہا السلام کی ذات گرامی ہر زمانے کی خواتین کے لئے نمونہ ہے جو کہ بچپن میں ہی مدینہ منورہ کی جانب پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینے میں اپنے والد کو پیش آنے والے تمام معاملات میں اپنا کردار ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ نمونہ ہیں ہر معصوم کے دور میں عورت کے کردار اور فرائض کو ظاہر کرتی ہیں۔ آج بھی خواتین استثناء نہیں ہیں کیوں کہ سورہ احزاب کی آیت ہے: "اسلام

ہو، ایمان ہو، قنوت، رکوع، خضوع، صدقہ دینا، روزہ رکھنا، صبر واستقامت ہو، عزت و ناموس کی حفاظت ہو یا ذکر خدا ہو ان چیزوں میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے پس معاشرے میں عورت اپنی ذمہ داریوں سے دست بردار نہیں ہے۔" (سورہ احزاب آیت ۳۵)

سوم:

کچھ تاریخی نمونے

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کا اہم کردار ادا کیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں بھی سنگین ہیں۔

حضرت خدیجہ:

حضرت خدیجہ جب رسول اللہ ﷺ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں تو ارد گرد گھومنے والی تمام خواتین نے ان کے پاس آنا چھوڑ دیا۔ بعثت کا آغاز ہوا تو آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔آپ ہر مقام پر مہر و محبت کا پیکر، ایثار و مہربانی کا مجسمہ اور مونس و غم خوار رسالت نظر آتیں۔رسول خدا جب مشرکین کے ہاتھوں آزار و اذیت کا شکار ہوتے تو آپ آنحضرت ﷺ کی ڈھارس بندھاتیں۔کبھی مشرکین کے تمسخر واستہزاء کی وجہ سے آزردہ خاطر ہوتے تو حوصلہ افزائی کرتیں اور آنحضرت کو تقویت پہنچاتیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز بی بی خدیجہ علیہا السلام کا نام آیا تو آنحضرت ﷺ گریہ کرنے لگے ۔حضرت عائشہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ بنی اسد کی بوڑھی عورت پر کیوں آنسو بہاتے ہو!

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خدیجہ نے اس وقت میری تصدیق کی جب تم سب نے مجھے جھٹلایا، اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب تم لوگ کفر میں غرق تھے اور خدیجہ سے اللہ نے مجھے اولاد عطا فرمائی جبکہ تم بانجھ ہو" (علامہ مجلسی؛ بحار الانوار؛ ج ۱۲؛ ص ۱)

ایک جگہ اور فرمایا:

"جتنا خدیجہ کے مال نے مجھے فائدہ پہنچایا کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا"

جناب خدیجہ علیہا السلام نے اسلام کو جانی و مالی امداد دی۔ پیغمبر اسلام کی تبلیغ کی تشروعات ہوتے ہی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شعب ابی طالب کا بے حد دشوار دور گزارا، تین سال تک بھوک کی شدت برداشت

کی۔اس میں شک نہیں کہ آپ کی سیرت ہر زمانہ کی خواتین کے لیے نمونہ ہے۔

حضرت زہرا علیہا السلام:

جناب زہرا علیہا السلام وہ ہیں کہ کمسنی کی عمر میں شعب ابی طالب کی سختیوں کو برداشت کیا۔اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد آپ علیہا السلام اپنے والد گرامی کی مدد فرمایا کرتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمانا پڑا کی 'فاطمہ اپنے باپ کی ماں ہے'۔

ازدواج کے بعد بھی آپکی زندگی امتحانات میں ہی گزری۔روایت میں ہے کہ ایک جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے جسم مبارک پر ساٹھ زخم لگے، نیزوں اور تلوار کے زخم لگے، گھر آتے تو بی بی زہرا ایک ایک زخم سے خون صاف کرتیں، مرہم لگاتیں۔جناب زہرا جسمانی زخم پر بھی مرہم لگاتیں تو روحی زخموں کو بھی تسکین بخشتیں۔گھر کے حالات بہتر نہ ہونے کے باوجود علی علیہ السلام میدان جنگ میں مطمئن ہوتے،اس اطمینان قلبی کے پیچھے جناب زہرا مرضیہ علیہا السلام کا ہی ہاتھ ہوتا۔اس کے علاوہ دفاع ولایت میں تمام جسمانی اور روحانی مشکلات کا مقابلہ کیا۔

جناب زینب علیہا السلام:

زینب بنت علی علیہا السلام تاریخ اسلام کے انقلاب آفریں کردار کا نام ہے۔ماں کی شہادت کے بعد تمام خانگی امور کے علاوہ اسلام کی خواتین کی تہذیب وتربیت کی ذمہ داریوں کو اپنے کاندھوں پر اس طرح سنبھالا کہ تاریخ آپ کو ثانی زہرا اور عقیلہ بنی ہاشم جیسے خطاب عطا کرنے پر مجبور ہو گئی۔

جناب زینب علیہا السلام نے نبوت و امامت کے بوستانِ علم و دانش سے معرفت و حکمت کے پھول اس طرح اپنے دامن میں سمیٹ لیے تھے کہ آپ نے احادیث و روایت اور تفسیر قرآن کے لیے مدینہ اور اس کے بعد مولا علی علیہ السلام کے دور خلافت میں کوفہ کے اندر باقائدہ مدرسہ کھول رکھا تھا جہاں خواتین کی ایک بڑی تعداد اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کرتی تھی۔جناب زینب علیہا السلام نے اپنے زمانہ کی عورتوں کے لیے تعلیم وتربیت کا ایک وسیع دستر خوان بچھا رکھا تھا جہاں سے بہت سی خواتین اعلیٰ علمی مراتب پر فائز ہوتیں۔ source: www.urduweb.org/mehfil/threads/e.23631۔

نسیبہ خاتون:

تاریخ میں نسیبہ خاتون بھی دکھائی دیتی ہیں جنھوں نے جنگ احد میں رسول کا دفاع کیا تھا اور زخمی ہوئی تھیں۔ اور [جنگ احد میں دفاع کیا تھا] ۔ جنگ احد میں حضرت علی علیہ السلام کو ساٹھ زخم آئے تھے۔ پیمبر علیہ السلام اسلام اس جنگ میں موجود خواتین [سلیم، ام عطیہ] کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے جسم کی مرہم پٹی کریں۔

اس کے علاوہ اور بھی خواتین تھیں جو اپنے وظایف انجام دے رہیں تھیں۔ جیسے سپاہوں کو کھانا کھلانا،

پانی پلانا، علاج و معالجہ کا انتظام کرنا اور جنگ میں سپاہوں کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ ان میں سے :

۱۔ ام زیاد

۲۔ ام قیس کی بیٹی

۳۔ ام سلیط

۴۔ معاذ غفاریہ

۵۔ تاریخ میں زبیدہ اور صیانہ بھی ملتی ہے۔

ان میں سے بعض شہید ہوہیں جیسے صیانہ بھی چند شہیدوں کی ماں تھی۔ خود بھی جان سوز حالت میں شہید ہوئی۔۔ اور

دوسری سمیہ خاتون جنہوں نے اس اسلامی عقیدوں کی دفاعی راہ میں سخت شکنجوں کو برداشت کیا آخری دم تک اپنے عقیدے کا دفاع کرتی رہیں۔

انھیں میں زبیدہ خاتون ہے۔ جنہیں دنیا کی چمک دمک اور مادی زرق و برق نے اسلام سے منحرف نہیں کیا۔ بعض خواتین نے امت اسلامی کے عظیم رہبر کی خدمت اور دایہ ہونے کا افتخار حاصل کیا اور معنویت سے کوآراستہ کیا کہ زبان زد خاص و عام ہو گئیں۔

ام عطیہ :

انھوں نے سات غزوں میں شرکت کی ان خدمات میں سے من جملہ زخمیوں کی مداوا کرنا تھا ام عطیہ کہتی ہے میرے تمام کاموں میں سے ایک کام کی حفاظت کرنا تھا

ام عمارہ :

جنگ احد میں ان کی رہنمائی اس درجہ کی تھی کہ پیغمبر ﷺ کے نزدیک تعریف کے قابل بنی۔

انھوں نے زخمیوں تک پانی پہنچایا اور ان کا مداوا کیا یہ وہ خاتون جو جنگ میں شوہر اور بھائی، ماموں سے محروم ہو گیں۔

ام خالد:

جب عراق کے حاکم یوسف بن عمر نے زید بن علی کو مشیر کوفہ بنا کر بھیجا تو اسے شہید کیا اور اس کی ماں ام خالد کا ہاتھ شیعہ ہونے اور قیام زید کی طرف مائل ہونے کے جرم میں کاٹ ڈالا گیا۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا ام خالد کٹے ہوئے ہاتھ لے آئیں۔

حضرت نے کہا! اے ابو بصیر ام خالد کی بات سننے کی خواہشمند ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں اور اس سے مجھے مسرت ہو گی۔

ام خالد حضرت کے قریب گئے بات کرنے لگے میں نے انھیں نہایت فصیح و بلیغ پایا۔ حضرت نے بھی ولایت کا مسئلہ اور دشمنوں سے برائت کے موضوع پر بات کی۔ (نجم الدین طبسی؛ حکومت مھدی علیہ السلام پر ایک طائرانہ نظر؛ ص۹۸)

مہدی علیہ السلام آخری زمان میں خواتین کا کردار:

مہدی علیہ السلام آخری زمان میں خواتین کا کردار وہی ہوگا جو عصر رسول ﷺ میں خواتین نے کردار ادا کیا۔

امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا: "حضرت قائم علیہ السلام کے ساتھ تیرہ خواتین بھی ہونگی۔

مفضل نے عرض کیا! وہ زخمیوں کو طبّی امداد فراہم کرینگی اور بیماروں کی عیادت کرینگی، (تاریخ الاسلام علامہ نجم الدین طلبی مدظلہ؛ حکومت مھدی علیہ السلام؛ ص۹۹) غرض وہ وہی کام انجام دینگی جو رسول ﷺ کے زمانے میں دوسری خواتین سر انجام دیا کرتی تھیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا کی قسم تین سو کچھ افراد آینگے جس میں ان کے علاوہ پچاس عورتین بھی آئنگی روایت کے رو سے اکثر دجال کے پیرو یہودی عوریتس بھی ہونگی لیکن ان کے مقابل میں مومنہ اور پاک دامن عورتیں بھی ہونگی۔ وہ اپنے عقیدہ کی حفاظت میں زیادہ سے زیادہ کوشاں رہنگی۔ ظہور سے قبل کے حالات سے بہت متاثر ہیں اور بعض عورتیں ثبات قدم اور مجاہدانہ قوت کی حامل ہونگی وہ جہاں بھی جائنگی لوگوں کو دجال کے خلاف جنگ کی

تبلیغ کرینگی۔ دجال کی انسانی ہیت کے ماہیت کو آشکار کرینگی۔ (علامہ مجلسی؛ بحار انوار؛ ج ۵۲، ص ۲۲۳) پس ہماری کوشش ہونی چاہیے کے جب امام علیہ السلام تشریف لائیں تو ہم سب مختلف ذمہ داریوں کو سنبھالے۔ اس کے لئے پہلے مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کریں کوئی علم طب میں مہارت حاصل کرے، کوئی کاروباری میدان میں مہارت حاصل کرے، کوئی سیاست میں جائے لیکن اسلامی حدود میں رہتے ہوئے۔ جسطرح مشہور ہے انبیا کے ساتھ خواتین نے اہم کردار ادا کیا قرآن نے بھی ان کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے ایک جناب آسیہ زن فرعون تھی اور جناب مریم کی مثال بھی پیش کی گئ ہے۔ جناب زہرا علیہا السلام کی سیاست میں بھی بے مثال کردار ادا کیا ہے اور بے باک الفاظ میں دشمنوں کو للکارہ ہے۔

نتیجہ گیری

اس تحقیق کو لکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے مرد اور عورت اپنی صلاحیتوں کے مطابق زمینہ فراہم کر سکتے ہیں اور اس کے لئے معرفت کا ہونا بھی ضروری ہے معرفت کے بغیر محبت و مودت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ محبت اور مودت سے انسان کے اندر اطاعت آجاتی ہے پس اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دیں۔

ایک فرد اپنے زمانہ کے امام علیہ السلام کے ظہور کے لئے ہر طرح سے کوشاں ہو تو اس کے انتظار کی فضیلت ہے اور عصر غیبت میں اسے مزید کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب خدیجہ علیہا السلام اور دوسری تمام مثالی خواتین کی طرح ہر طرح کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرے اسلام قربانی مانگتا ہے۔ عصر غیبت میں تمام خواتین تاریخ اسلام کی بے مثال خواتین کی طرح آئندہ کے لئے نمونہ بنیں تاکہ امام علیہ السلام کے استقبال کے لئے تیاری کر سکیں اگرچہ اس راہ میں صبر و تحمل سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھتے ہوئے دنیا سے گزر بھی جائیں تو آیات الٰہی کا مصداق بن سکیں گے۔

آیت ہے: "اولئک بما صبروا ویلقونَ" یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی بنا پر تعظیم و سلام کی پیش کیا جائے گا۔

منابع

۱. قرآن

۲. نعمانی، محمد ابن ابراہیم ابن جعفر؛ غیبت نعمانی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۷۔

۳. -ابراھیم مصطفیٰ؛ احمد حسن الذیات؛ حامد عبد القادر؛ محمد علی النجار؛ مترجم [محمد اویس ابن؛ حامد عبدالقادر؛ محمد علی النجار؛ مترجم [محمد اویس ابن سرور؛ علوی عبد النصیر] معجم الوسیط، لاہور مکتب رحمانیہ، ۲۰۰۴

قاسمی کیرانوی4، وحید الزمان (مترجم: عمیر الزمان قاسمی کیرانوی)؛ القاموس الوحید؛ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور پاکستا ن

۴. ۔ محمد ابن مکرم ابن منظور؛ لسان العرب، دار الطباعہ والنشر والتوزیع

۵. ۔ محمد سعیدی فر؛ اندیشہ اسلامی شیخ صدوق؛ امالی صدوق؛ ادارہ تعلیم وتربیت لاھور

۶. ۔علامہ مجلسی؛ الکافی، لبنان؛ بیرت

۷. ۔ سید تقی موسوی، اصفہانی؛ مکیال مکارم؛ عطر عترت

۸. ۔ شیخ صدوق؛ کمال الدین و تمام النعمہ؛ موسسہ علمیہ فر ھنگی دار الحدیث سازمان؛ قم ایران؛ ش ۱۳۸۲

۹. ۔ سید تقی موسوی اصفہانی؛ مکیال المکارم؛ عطر عترت

۱۰. ۔ شیخ صدوق؛ علل الشرائع؛ مکتب الداوری ۱۴

۱۱. ۔ حسین گنجی (مترجم: علامہ نصیر رضا صفدر)؛ اٹھوائے انصار احسین

۱۲. ۔ علامہ مجلسی؛ بحار الانوار؛ محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی

۱۳. ۔ شیخ محمد حسن الحر عاملی؛ وسائل شیعہ؛ منشورات ذوی القربی؛ قم

۱۴. ۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ؛ تعلیم وتربیت؛ موسسۂ تنظیم آثار امام خمینی۔ بین الاقوامی امور

۱۵. ۔ سید محمد تقی مقدم (مترجم: سید اظفر کاظمی)؛ فضائل زہرا علیہا السلام؛ الجواد فاونڈیشن [لکھنو

۱۶. ۔ سید ھاشم رسولی محلاتی؛ زندگانی امام حسن؛ انتشارات علمیہ اسلامیہ بازار ۵۶۲۵۵۹

۱۷. ۔خامنہ ای؛ ڈھائی سوسالہ انسان؛ مترجم [سید کوثر عباس موسوی]؛ الفرقان پبلی کیشر۔ کراچی پاکستان

۱۸. ۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ؛ عورت کا مقام؛ موسسہ تنظم ونشر آثار امام خمینی [رح]

۱۹. -محمدی ری شہری (مترجم: مولانا محمد علی فاضل)؛ میزان الحکمۃ؛ مصباح القران ٹرسٹ لاہور
۲۰. - سید عابد حسین زیدی؛ حرام نگاہ؛ پیغام وحدت اسلامی کراچی
۲۱. - سید علی خامنہ ای؛ عورت کا کردار و مقام؛ ولایت فاؤنڈیشن نئی دہلی
۲۲. -نجم الدین طبسی؛ حکومت مهدی علیہ السلام پر ایک طائرانہ نظر؛ مجمع جہانی اہل بیت [ع
23. www.hawzah.n
24. e: www.urduweb.org/mehfil/threa236۳۱